جناب طالب ہاشمی

حضرت عکاشہ رضؓ بن محصن اسدی

(۱)

ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں شمع توحید کے چند پروانوں کے درمیان رونق افروز تھے اور یومِ حشر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اثنائے گفتگو میں مہبطِ وحی و رسالت نے فرمایا:

"قیامت کے دن اس قبرستان کے ستر ہزار آدمی کسی حساب کتاب کے بغیر بخش دیئے جائینگے"

حضورؐ کا ارشاد سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے بڑے اشتیاق اور معصومانہ سادگی کے ساتھ پوچھا:

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے"

حضورؐ نے فرمایا "تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو گے"

یہ سنکر وہ صاحب فرطِ مسرت سے بے خود ہو گئے اور بے اختیار ان کی زبان پر تحمید و تہلیل جاری ہو گئی۔

اب ایک دوسرے صاحب نے عرض کی "یا رسول اللہ! میرے بارے میں بھی"

تو حضورؐ نے فرمایا سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ "یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے گیا" اور پھر حضورؐ کے یہ الفاظ مبارک "ضرب المثل" کی صورت اختیار کر گئے۔ جب کوئی شخص کسی کام میں پہل کر جاتا تو لوگ کہتے "فلاں عکاشہ کی طرح سبقت لے گیا"

بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے کی بشارت پانے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے یہ عکاشہ رضؓ محصن بن حرثان کے لختِ جگر تھے اور بنو اسد بن خزیمہ کی شاخ بنی غنم بن دودان کے چشم و چراغ تھے۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔

عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

یہ قبیلہ ایامِ جاہلیت میں بنو عبد شمس (قریش) کا حلیف تھا۔ حضرت عکاشہ رضؓ کی کنیت ابو محصن تھی اور انہوں

۱؎ بخاری مسلم وغیرہ

نے اس وقت حق پر لبیک کہی تھی۔ جب ایسا کرنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ اس طرح وہ سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں شامل ہونے کی سعادتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہو گئے تھے۔ جب مشرکین قریش کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو حضرت عکاشہؓ کے قبیلے کے بہت سے لوگ (جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے) حضورؐ کے ایما پر حبش کو ہجرت کر گئے اور وہاں امن و سکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔ لیکن حضرت عکاشہؓ ہجرت مدینہ تک مکہ ہی میں مقیم رہے اور مردانہ وار راہِ حق میں کفار کے ظلم و ستم سہتے رہے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ تو عکاشہؓ بھی دوسرے بلاکشانِ اسلام کے ساتھ ارضِ مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ پہنچ گئے۔

(۲)

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے وہ "سریۂ عبداللہ بن جحش" (رجب ۲ھ) میں شریک ہوئے اس سریہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہؓ بن جحش کو دس یا بارہ صحابہ پر امیر مقرر فرمایا اور ایک سربمہر خط دے کر انہیں حکم دیا کہ اس کو دو دن کے بعد کھولنا۔ دو دن کے بعد حضرت عبداللہؓ نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ نخلہ (مکہ اور طائف کے درمیان) ٹھہر کر قریش کے ارادوں کا پتہ لگاؤ۔ اور ہمیں مطلع کرو۔ حضرت عبداللہؓ نے اس خط کے مضمون سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر کے فرمایا۔ کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پورا کر کے رہوں گا۔ جسے راہِ حق میں جان قربان کرنے میں کوئی عار نہ ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جس کی مرضی نہ ہو وہ بخوشی واپس چلا جائے۔

ان کے سبھی ساتھیوں نے (جن میں عکاشہؓ بن محصن بھی شامل تھے) یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ اس جیش نے وہاں سے چل کر نخلہ میں قیام کیا۔ اتفاق سے قریش کا ایک کاروانِ تجارت مسلمانوں کے پڑاؤ کے قریب ہی آکر اترا۔ انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو ڈرے۔ مگر پھر عکاشہؓ بن محصن جنہوں نے سر منڈوا رکھا تھا۔ پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوئے تو وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو گئے۔ کہ یہ عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

ادھر مسلمانوں نے باہمی مشورہ کے بعد طے کیا کہ اس قافلے کو بچ کر نہیں جانے دینا چاہیئے مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ جمادی الآخرۃ کا آخری دن ہے۔ لیکن فی الحقیقت ماہِ رجب شروع ہو چکا تھا۔ جس میں جدال و قتال کی ممانعت ہے۔ مسلمانوں نے اشتباہ و التباس میں مشرکینِ قریش سے لڑائی چھیڑ دی۔ ایک مجاہد نے سالارِ قافلہ عمرو بن حضرمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ مخزومی کو گرفتار کر لیا۔ قافلہ کے باقی آدمی بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو کثیر مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت

عبداللہؓ نے اس کا پانچواں حصّہ علیحدہ کر کے باقی سب شرکائے سریّہ میں بحصہ مساوی تقسیم کر دیا حضرت عبداللہؓ مالِ غنیمت اور قیدی لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا "کیا میں نے حرمت والے مہینے میں تمہیں لڑائی سے منع نہیں کیا تھا"۔

حضرت عبداللہؓ اور ان کے ساتھیوں نے عذر پیش کیا کہ ہم سے مہینوں کا حساب لگانے میں غلطی ہو گئی۔ ہمارا خیال تھا کہ لڑائی کے دن جمادی الآخرۃ کی آخری تاریخ ہے۔

اُدھر مشرکینِ مکہ اور یہود نے بھی مسلمانوں کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ محمدؐ اور انکے ساتھیوں نے ماہِ حرام کو حلال کر لیا ہے۔

چنانچہ حضورؐ نے مالِ غنیمت میں تصرّف کرنے سے انکار کر دیا۔ سب شرکائے سریہ اپنے فعل پر سخت نادم اور پشیمان تھے۔ اور بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر اپنی بخشش کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس وقت رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط (بقرہ۔ رکوع ۲۷)

ترجمہ:۔ لوگ تم سے ماہِ حرام کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ اس میں لڑنا (جائز) ہے؟ کہہ دو کہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجدِ حرام اور اس کے اہل (مسلمانوں) کو اس سے خارج کرنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔"

اس آیت کے نزول سے مسلمانوں کی تسکین خاطر ہو گئی۔ اور حضورؐ نے بھی مالِ غنیمت قبول فرما لیا۔

(۳)

غزواتِ نبوی کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عُکاشہؓ بن محصن نے بدر، اُحد، احزاب، خیبر، فتح حنین، تبوک سبھی غزوات میں جانبازانہ حصّہ لیا۔ اور ہر معرکے میں اخلاص و ایثار اور شجاعت کا غیر معمولی مظاہرہ کیا۔ غزوۂ بدر میں اپنے بھائی ابو سنان بن محصن اور بھتیجے سنان بن ابی سنان بن محصن کو ساتھ لے کر شریک ہوئے۔ اور حیرت انگیز شجاعت و بسالت سے لڑے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں لکھا ہے۔ کہ لڑتے لڑتے ان کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کو کھجور کی ایک چھڑی مرحمت فرمائی۔ وہ یہی چھڑی لے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ اور

لڑائی ختم ہونے تک دادِ شجاعت دیتے رہے۔ اس غزوے میں قریش کا ایک نامی جنگجو معاویہ بن قیس ان کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا۔

ربیع الاول (یا بروایت دیگر ربیع الآخر) ۶ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنو اسد بن خزیمہ کی ایک جمعیت نے چشمۂ غمر مرزوق کے قریب پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور اس کا ارادہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا ہے۔ حضورؐ نے حضرت عکاشہؓ بن محصن کو چالیس سوار دے کر حکم دیا کہ فوراً جا کر ان شرپسندوں کی سرکوبی کریں۔ حضرت عکاشہؓ طوفانِ باد کی طرح ان لوگوں کے سر پر پہنچے بنو اسد کو مقابلے کی ہمت نہ پڑی اور وہ افراتفری کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عکاشہؓ نے ان کے دو سو اونٹ پکڑ لیے اور انہیں ساتھ لے کر کامیاب و کامران مدینہ منورہ واپس آئے۔ یہ مہم سریۂ عکاشہؓ بن محصن یا سریۂ غمر مرزوق کے نام سے مشہور ہے۔

اسی سال ۶ھ میں حضرت عکاشہؓ کو ان چودہ سو نفوسِ قدسی میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر لڑنے مرنے کی بیعت کی۔ اور "اصحاب الشجرہ" کا لقب پاکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی بشارت حاصل کی۔

(۴)

۱۱ھ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو سارے عرب میں دفعتاً فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اس موقعہ پر خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبرؓ نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود بے مثال استقامت، شجاعت اور جوشِ ایمانی کا مظاہرہ کیا، انہوں نے مرتدوں کے تمام مطالبے سختی کے ساتھ رد کر دیئے اور ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

مرتدین کے ایک طاقتور گروہ کی قیادت طلیحہ بن خویلد کر رہا تھا۔ یہ شخص بلا کا جنگجو تھا۔ اور "شجاعانِ عرب میں شمار ہوتا تھا۔" دراصل وہ عہدِ رسالت کے اواخر ہی میں ارتداد میں مبتلا ہو گیا تھا اور نبوت کا مدعی بن بیٹھا تھا۔ حضورؐ نے اس کے ارتداد اور جھوٹے دعویٰ کی خبر سن کر حضرت ضرارؓ بن ازور کو اس کی سرکوبی پر مامور فرمایا تھا۔ طلیحہ حضرت عکاشہؓ کے قبیلے بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور حضرت ضرارؓ بن ازور بھی اسی قبیلے کے فرد تھے۔ حضرت ضرارؓ نے واردات کے مقام پر طلیحہ اور اس کے حواریوں کو زبردست شکست دی۔ اس لڑائی میں حضرت عکاشہؓ کے بھتیجے حضرت سنانؓ بن محصن نے حضرت ضرارؓ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور

خاص پیغام بھیجا تھا کہ وہ ضرارؓ کے ساتھ مل کر طلیحہ کے خلاف جنگ کریں۔ حضرت ضرارؓ طلیحہ کو شکست دے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین کے خلاف جہاد کے لئے مختلف اطراف کو جیوش بھیجے تو حضرت عکاشہؓ اور حضرت ضرارؓ حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے میں شامل ہو گئے۔ حضرت خالدؓ سب سے پہلے طلیحہ کی طرف متوجہ ہوئے جو حضرت ضرارؓ سے شکست کھا کر بزاخہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ اور قبائل طے، فزارہ اور اسد کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا تھا۔ حضرت خالدؓ نے حضرت عکاشہؓ اور حضرت ثابتؓ بن اقرم کو طلیعہ کی خدمت پر مامور فرمایا وہ دیکھ بھال کے لئے اپنے لشکر کے آگے گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے کہ اتفاقاً دشمن کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ان میں طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ بن خویلد بھی شامل تھے۔ طلیحہ نے حضرت عکاشہؓ پر حملہ کیا اور سلمہ نے حضرت ثابتؓ پر۔ حضرت ثابتؓ تو جلد ہی سلمہ کے ہاتھوں رتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے لیکن حضرت عکاشہؓ نے طلیحہ کو ایسا زِچ کیا کہ وہ سلمہ کو اپنی مدد کے لئے پکارنے لگا۔ سلمہ حضرت ثابتؓ سے فارغ ہو چکا تھا۔ وہ فوراً اِدھر لپکا اور دونوں بھائیوں نے مل کر حضرت عکاشہؓ کو اپنے نرغے میں لے لیا۔ دونوں عرب کے نامی جنگجو تھے (بعد میں طلیحہ کو ایک ہزار شجاعانِ عرب کے برابر تسلیم کیا گیا) لیکن حضرت عکاشہؓ نے کمال ثابت قدمی کے ساتھ ان دونوں کا مقابلہ کیا۔ تمام بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا لیکن برابر مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نڈھال ہو کر گر پڑے اور خلد بریں کو سدھارے۔

جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو دونوں جانبازوں (حضرت عکاشہؓ اور حضرت ثابتؓ) کو خاک و خون میں غلطاں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثاروں کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ ہر شخص کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے اور ساری فوج کو روک کر بادیدۂ پُرنم راہِ حق کے دونوں شہیدوں کو ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی سپردِ خاک کیا۔ اس کے بعد انہوں نے آگے بڑھ کر طلیحہ کو فیصلہ کن شکست دی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ خدا کی شان بعد میں اسی طلیحہ کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور قیامِ شام کے دوران میں ہی اس نے سچے دل سے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ ایک مرتبہ وہ خلافت صدیقی کے زمانے میں عمرہ کے لئے مکہ جا رہا تھا۔ مدینہ کے قریب سے گزرا تو کسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطلاع دی کہ طلیحہ جا رہا ہے۔ سن کر فرمایا "اب وہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے، جانے دو"

خلافت فاروقی میں وہ مدینہ آ کر حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی خواہش

ظاہر کی حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

"طلیحہ تم نے اپنے من گھڑت الفاظ کو وحی الٰہی سے تعبیر کر کے خدا پر افترا کیا۔"

طلیحہ نے کہا "امیر المومنین یہ بھی کفر کے فتنوں میں سے ایک فتنہ تھا۔ جسے اسلام نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اب مجھے اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی امید ہے۔"

حضرت عمرؓ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور اس کی بیعت قبول کر لی۔ طلیحہ نے اپنے گذشتہ کردار کی تلافی یوں کی کہ اس دور کے متعدد معرکوں میں اعدائے اسلام کے خلاف جانبازانہ شرکت کی اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے۔

حضرت عکاشہؓ بن محصن کی کتاب سیرت میں سبقت فی الاسلام، راہِ حق میں بلاکشی، شوقِ جہاد اور فکرِ آخرت سب سے نمایاں ابواب ہیں۔ علامہ ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں لکھا ہے کہ حضرت عکاشہؓ "نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ اور فضلائے صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔"

فی الحقیقت خوش بختی اور جلالتِ قدر کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ خود لسانِ رسالت نے انہیں بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔ ع

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

نعتوں کا بے مثال مجموعہ

صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ ———— راز کاشمیری

رابطہ کیلئے

راز کاشمیری۔ حاجی پورہ گوجرانوالہ